



خطبہ جمعہ

ب عنوان

رحمة العالمين کی تعلیمات اور بقائے انسانیت

سلسلہ منبر الحکمة

432

بتاریخ: 13 ماہ ستمبر 2024ء
بمطابق: ۸ ماہ ربیع الأول، ۱۴۴۶ھ

بہ اہتمام

الحکمة انٹرنیشنل

E785 بلاک، جوہر ٹاؤن، نزد اللہ ہو چوک، لاہور، پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اھم نکات

- ①..... تعلیمات نبویہ میں انسانیت کی بقا ہے
- ②..... سیرت سے رحمة اللعالمینی کے نمونے
- ③..... رحمة اللعالمین کی کمال رحمت و شفقت
- ④..... انسانیت کی معراج اور رہبر کامل کی اطاعت
- ⑤..... امت کا غم اور فلعلک باخع نفسك کی حالت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،
فَمَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ!

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ * بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا﴾ [الكهف:6]
﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبة:128]
﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ [التوبة:33]

تمہید

ہر نبی و رسول اپنی امت کے حق میں فکر مند، معافی کا طلبگار اور اللہ سے دعا گورہا ہے، مگر آخر نبی و رسول سید الاولین والآخرین کی اپنی امت کے لیے درد مندی، الحاح و زاری، رونا اور دعا گو ہونا سب سے زیادہ ہے، یہی آپ کی رحمة اللعالمینی ہے، جو آپ کی صفات عالیہ اور اوصاف حمیدہ رحیم، کریم، حریص، عزیز اور روف کا مظہر ہے۔
رحمة اللعالمین کی عالم انسانیت پر رحمت ہر جاندار کی زندگی کے لمحہ لمحہ کو مشتمل ہے، جس کی وجہ سے عالم انسانیت کو بقا اور زندگی کا سکون حاصل ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے انسانیت جاہلیت، گمراہی، ہلاکت اور جہنم کے کنارے کھڑی تھی۔ تعلیم، بقا اور دونوں جہاں کی نجات سے ہمکنار کرنے والے انسان کامل، محسن انسانیت اور معلم

انسانیت ﷺ ہیں۔

رسول رحمت نے انسانیت کو توحید کے نور سے منور کر کے تعلیم و تربیت اور کردار سازی سے ہم کنار کیا۔ آج انسانیت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام خواہشات کا مرکز مادہ (material) بنالیا اور انسان خود اپنی روح اور اندر کے سکون کو فراموش کر بیٹھا ہے، جس کی وجہ سے دنیا کی چیزیں تو بہت وجود میں آ گئی، مگر انسان کا بگاڑ سدھرنے کے بجائے بگڑتا چلا جا رہا ہے۔

تعلیمات نبوی میں انسانیت کی بقا

دین حق کے غلبے اور لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی فکر مندی:

رسول اکرم ﷺ کی شدید حرص تھی کہ دین حق کا غلبہ ہو، ساری انسانیت ایک اللہ کے سامنے جھکنے والی بن جائے، کفر و شرک اور گناہوں سے تائب ہو جائیں۔ کفر و شرک پر اڑے رہنے کی وجہ سے آپ شدید کرب میں مبتلا ہوتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنَّ لَّهُمْ يَوْمَئِذٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسْفًا﴾ [الكهف: 6]

”پس شاید تو اپنی جان ان کے پیچھے غم سے ہلاک کر لینے والا ہے، اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے۔“

امت کو مشقت میں ڈالنے والی چیزیں آپ پر گراں گزرتی تھی:

رسول رحمت ﷺ نماز کو ہلکا فرما دیتے اس ڈر سے کہ نماز میں بوڑھے، بچے اور خواتین شامل ہیں۔ کوئی مسلمان مقروض فوت ہو جاتا تو تدفین سے پہلے ہی اس کا قرض بیت المال سے ادا فرما دیتے تھے۔ بارہا مرتبہ ایسا کہ ساری ساری رات امت کے حق میں دعا کرتے گزر جاتی تھی۔

بچوں کو سلام کرتے، شفقت فرماتے اور انھیں سواری پر پیچھے بٹھالیتے اور غلاموں کے ساتھ مساوی سلوک فرماتے تھے۔ نفل نماز مخفی پڑھتے کہ مبادا امت پر فرض نہ ہو جائے۔ جب کسی کام کو کرنے کے حوالے سے دو صورتیں سامنے آتی تو آسان اختیار فرماتے تاکہ امت کے لیے عمل کرنے میں آسانی ہو۔

اس وصف کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبة: 128]

”بلاشبہ یقیناً تمھارے پاس تمھی سے ایک رسول آیا ہے، اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“

نبی کی تعلیم، انسانیت کے لیے رحمت ہے:

رسول رحمت ﷺ کی تعلیمات سراپا رحمت اور انسانیت کے لیے خیر پر مبنی ہے۔ مشرکین نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مذاق کیا اور طنز کرتے ہوئے کہا:

قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ

تمہارے نبی تمہیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے، حتیٰ کہ بیت الخلا کی تعلیم دی ہے۔

بھلا جو خدا کا نبی ہو، وہ گندگی سے متعلق باتیں کرتا ہے؟ اور تمہیں اس کا طریقہ بھی سکھاتا ہے؟ اس کے جواب میں

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَجَلُ إِنَّهُ نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ، أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، وَنَهَى عَنِ الرُّوثِ

وَالْعِظَامِ وَقَالَ: لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ

”ہاں! انہوں ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے، یا قبلے کی طرف منہ

کرے، اور آپ نے ہمیں گوبر اور ہڈی (سے استنجا کرنے) سے روکا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے:

تم میں سے کوئی تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا نہ کرے۔“

صحیح مسلم: 262

رسول رحمت ﷺ کی پرندوں پر مہربانی:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی، اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے، ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو چڑیا آئی اور (بچوں کے اوپر ارد گرد) منڈلانے لگی۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بَوْلَهَا رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا وَرَأَى قَرْيَةً نَمْلٌ قَدْ حَرَّقَهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ

هَذِهِ قُلْنَا نَحْنُ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ

”کس نے اس کو اس کے بچوں سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔ (ایک دوسرے موقع پر) آپ

ﷺ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کے بڑے بل کو ہم نے جلا ڈالا ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم

نے کہا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے رب کے سوا کسی کو رو نہیں کہ آگ سے عذاب دے۔“

[صحیح سنن ابوداؤد: 2675]

سیرت سے رحمة اللعالمینی کے نمونے

مشرکین کا معجزہ طلب کرنا اور رسول اکرم ﷺ کی کمال رحمت:

مشرکین مکہ کے معجزات طلب کرنے کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے انھیں دعوت دی، اذیتوں کو برداشت کیا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا فرمائی کہ اللہ ان کی پشتوں سے توحید پرست اور اسلام کے نام لیوا پیدا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار رحمۃ اللعالمین کو دیا تھا کہ آپ چاہیں تو صفا پہاڑ سونے کا بنا دیں، اگر آپ چاہیں تو رحمت اور توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ جس پر رسول اکرم ﷺ نے دوسرا اختیار پسند کیا اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

ایک بار قریش نے مطالبہ رکھ دیا کہ اگر صفا پہاڑ سونے کا بن جائے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے جناب جبریل امین علیہ السلام کو پیغام دے کر بھیجا کہ اگر اس کے بعد یہ مسلمان نہ ہوئے تو عبرت ناک سزا دوں گا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش (مشرکین مکہ) نے نبی کریم ﷺ سے کہا:

أَدْعُ لَنَا رَبَّكَ يَجْعَلْ لَنَا الصِّفَا ذَهَبًا فَإِنْ أَصْبَحَ ذَهَبًا اتَّبَعْنَاكَ

”آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ صفا کا پہاڑ سونا بن جائے، اگر ایسا ہوا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: (واقعی) تم ایسا کرو گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے دعا کی، جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: آپ کے رب نے آپ کو سلام دیا، نیز فرمایا:

إِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصِّفَا ذَهَبًا، فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُمْ عَذَّبْنَاهُ عَذَابًا لَا أَعْدِبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ

اگر آپ کی چاہت ہو تو ان کے لیے صفا پہاڑی، سونا بن جائے گی، لیکن (اس معجزے) کے بعد جس نے کفر کیا، پھر میں اُسے ایسا عذاب دوں گا، جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا۔

وَإِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ، قَالَ: بَلْ بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ

”اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ٹھیک ہے، اس معجزہ کی بجائے) توبہ اور رحمت کا دروازہ چاہئے۔“

[اسنادہ صحیح] مسند احمد: 2166

توحید کا کلمہ، نجات اور جنت کی راہ:

رحمۃ اللعالمین نے عالم انسانیت کو کوہ صفا پر توحید باری تعالیٰ کا پیغام سنایا۔ یہی نجات کا کلمہ اور جنت کا راستہ ہے، جب کہ کفر و شرک ناکامی اور جہنم کی راہ ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ جاہلی طریقہ پر بے راہ روی کا شکار تھے، رسول رحمت نے انھیں حقیقی نجات، کامیابی اور جنت کا راستہ دکھایا۔ جیسے حدیث آتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا، وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَأَنَا أَخَذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَفْلَتُونَ مِنْ يَدِي))

”میری اور تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ جلائی تو مکڑے اور پتنگے اس میں گرنے لگے۔ وہ شخص ہے کہ ان کو اس سے روک رہا ہے، میں تمہاری کمروں پر پکڑ کر تمہیں آگ سے ہٹا رہا ہوں اور تم ہو کہ میرے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہو۔“

صحیح مسلم: 2285

لوگوں کے اسلام قبول نہ کرنے پر رسول اکرم ﷺ کی حالت:

نبی اکرم ﷺ کی ہر دم یہ خواہش اور کوشش ہوتی تھی کہ مکہ کے مشرک سردار مسلمان ہو جائیں، اس کے لیے انہیں دعوت دیتے، موسم حج میں قافلوں سے ملتے، بیت اللہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے، انفرادی اور اجتماعی طور پر بھی دعوت اسلام دیتے تھے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی عالم انسانیت پر رحمت و شفقت اور مہربانی کی مثالیں ہیں۔ اس کا اندازہ درج ذیل آیت کریمہ سے لگا لیجئے کہ آپ ﷺ کو اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کا کس قدر صدمہ ہوتا تھا، کہ قرآن نے اس غم کو جان لیوا قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا﴾ [الكهف: 6]

”پس شاید تو اپنی جان ان کے پیچھے غم سے ہلاک کر لینے والا ہے، اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے۔“

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾ [الشعراء: 03]

”شاید تو اپنے آپ کو ہلاک کرنے والا ہے، اس لیے کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔“

قیامت کی ہولناکی اور رسول رحمت ﷺ کو امت کی فکر:

قیامت کے روز ساری انسانیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس آئے گی، اللہ تعالیٰ سے سفارش طلب کرنے کا کہیں گے مگر ہر کوئی یہی کہے گا کہ میں سفارش کے لائق نہیں، تم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جاؤ، بالآخر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے تم جناب محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ پھر رسول اکرم ﷺ اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تعریف و تجید بیان کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

((يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يَسْمَعْ، وَسَلِّ تَعْطَهُ، وَاشْفَعْ تُشَفِّعْ))

”اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ۔ کہو آپ کی بات سنی جائے گی۔ سوال کرو آپ کو مطلوب دیا جائے گا۔ آپ سفارش کرو

تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔

میں عرض کروں گا: یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ، اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ مجھے کہا جائے گا، جاؤ اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لاؤ جن کے دلوں میں ذرہ یا رائی کے برابر بھی ایمان ہے۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور تعمیل کروں گا۔ میں واپس آؤں گا اور تعریفی کلمات سے اللہ کی حمد و ثنا کروں گا اور اللہ کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھاؤ، کہو، آپ کی بات سنی جائے گی سوال کرو، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ، اے رب! میری امت، مجھ سے کہا جائے گا:

اِنْطَلِقْ فَاُخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ اُذْنٰی اُذْنٰی اُذْنٰی مِثْقَالَ حَبَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ

جاؤ ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لاؤ جن کے دلوں میں رائی کے دانے سے بھی کم بلکہ کمتر ایمان ہو، میں جاؤں گا اور تعمیل حکم کروں گا۔

صحیح البخاری: 7510

امت کی معافی کی فکر اور مقبول دعا کی سفارش:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک مقبول دعا کی اجازت دی تھی، ہر نبی نے وہ دعا دنیا میں ہی کر لی، لیکن رسول اکرم ﷺ نے وہ دعا آخرت میں اپنی امت کی سفارش کے لیے چھپا کر رکھی ہے۔ یہ رحمۃ اللعالمین کا کمال لطف و کرم ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ ، فَتَعَجَّلْ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ ، وَاِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شِفَاعَةً لِّاُمَّتِي ، فَهِيَ نَائِلَةٌ مِنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا))

”ہر نبی کے لیے ایک دعا مقبول تھی جو اس نے دنیا میں کر لی لیکن میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی سفارش کے لیے محفوظ رکھوں۔“

صحیح البخاری: 6303

اہل ایمان پر شفقت و مہربانی کرنے والے:

اللہ تعالیٰ نے مقبول دعا کی اجازت دی، رسول رحمت ﷺ نے اپنی ذات، اپنے خاندان یا اہل بیت کو ترجیح نہیں دی بلکہ اپنی امت کو ترجیح دی ہے، یہ سفارش امت محمدیہ کے گناہ گاروں کے لیے ہوگی، اہل ایمان کے لیے بغیر حساب کے جنت میں داخلے اور جنت میں بلند درجات اور گناہوں کی معافی کے لیے ہوگی۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کا روف و رحیم کے ساتھ وصف بیان فرمایا ہے:

﴿حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ [التوبة: 128]

”تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“

رسول رحمت ﷺ کا امت کے لیے رونا اور عظیم بشارت:

رسول اکرم ﷺ اپنی امت کے لیے بہت زیادہ دعا کیا کرتے تھے، اس خوف کے ساتھ کہ مبادا میری امت پہلے امتوں کی طرح ہلاکت کا شکار نہ ہو جائے۔ رسول رحمت ﷺ نے دعا کرتے ہوئے دونیوں کا حوالہ بھی دیا، پھر اپنی امت کے لیے دعا کی، اپنے ہاتھ اٹھائے، رو دیئے، اپنے رب سے امت کے لیے معافی مانگی، جس پر اللہ کریم نے آپ کو امت کے بارے عظیم بشارت سنائی۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ [ابراہیم: 36]

اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہی میں ڈالا ہے، جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے۔

اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قول: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ﴾ [المائدة: 118]

”اگر تو انھیں عذاب دے، تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں معاف فردے، تو بلاشبہ تو ہی غالب حکمت والا ہے۔“ کی تلاوت فرمائی اور اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ! میری امت! میری امت! اور (بے اختیار) رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: اے جبریل! محمد کے پاس جاؤ، جب کہ تمہارا رب زیادہ جاننے والا ہے، ان سے پوچھو: کہ آپ کو کیا بات رلا رہی ہے؟ جناب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور (وجہ) پوچھی، تو رسول اللہ ﷺ نے جو بات کہی تھی، ان کو بتائی، جب کہ وہ (اللہ اس بات سے) زیادہ اچھی طرح آگاہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد کے پاس جاؤ اور انھیں خوشخبری سنا دو:

إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ، وَلَا نَسْؤُكَ

”ہم آپ کی امت کے بارے میں آپ کو راضی کریں گے، اور ہم آپ کو تکلیف نہ ہونے دیں گے۔“

صحیح مسلم: 202

رحمة اللعالمین کی کمال رحمت

جو زمانے، جو لوگ اور جو مخلوقات ابھی تک معرض وجود میں نہیں آئیں، جناب رسول اکرم ﷺ ان کے لیے بھی رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے قیامت تک آنے والی تمام بنی نوع انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت

بنا کر بھیجا ہے اس لیے کہ آپ کے بعد کسی نئے نبی اور کسی نئی شریعت نے نہیں آنا۔ سوال یہ ہے کہ رحمت کہتے کس کو ہیں؟ رحمت کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا و آخرت میں نجات حاصل کر لے، جو بندہ جتنا زیادہ اپنی زندگی کو مسنون بنا لے گا وہ اسی قدر رحمت الہی کو سمیٹ لے گا۔ رسول اکرم ﷺ کی احادیث، سیرت طیبہ اور آپ کی روزمرہ کی سنتیں اپنا کر انسان اپنی دنیا کی زندگی کو پرسکون اور خوشگوار بنا سکتا ہے اور آخرت میں رحمت الہی سے ہمکنار ہونا یقینی ہے۔ یہی رحمت کو پانے اور بقائے انسانیت کا مفہوم ہے۔

اس دلیل وہ حدیث ہے کہ جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُّهِدَّةٌ))

”اے لوگو! بلاشبہ میں سرِ پا رحمت اور ہدایت دینے والا بن کر آیا ہوں۔“

السلسلة الصحيحة: 2141

رحمة اللعالمین کے ابدی پیغام میں انسانیت کی بقا ہے:

سیرت طیبہ ساری انسانیت کے لیے قیامت تک مینارہ نور ہے کہ جس نمونے کو دیکھ کر انسانیت اپنی زندگی کے جملہ معاملات کو سدھار کر حل کر سکتی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے ساری دنیا کو توحید، محبت، امن و سلامتی اور رحمت کا پیغام دیا۔

ایسا کامل اور مکمل اسوہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بنایا ہی نہیں۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: 21]

”بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے۔“

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اے صاحب جمال کل اے سرور بشر روئے منیر سے تیرے روشن ہوا قمر

رسول رحمت کی سیرت کو اپنانے کا مطلب:

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا احترام اور آپ کی محبت ایمان کا لازمی جزو ہے اور (خدا نخواستہ) آپ کی توہین یا آپ سے بے تعلقی کفر و ارتداد کا باعث ہے۔ یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے، سلف صالحین کا حال تو یہ تھا کہ وہ نہ صرف ذات نبوی اور ارشادات نبویہ سے محبت رکھتے تھے بلکہ آپ کی طبعی مرغوبات بھی ان کی پسندیدہ ہوتی تھی اور کوئی شخص ان کے بارے میں ناپسندیدگی اور بے رغبتی کا اظہار کرتا تو ان سے برداشت نہیں ہوتا۔ اس درجہ کی

محبت و عظمت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی، جب تک کوئی شخص آپ کی حیات طیبہ کا مطالعہ نہ کرے، اس لیے کہ جب تک انسان رسول رحمت ﷺ کی شخصیت، آپ کی حیات طیبہ اور آپ کے کردار کی عظمت سے واقف نہ ہو، تب تک اس کے دل میں حقیقی معنوں میں آپ کی عظمت جاگزیں نہیں ہو سکتی ہے اور نہ محبت پروان چڑھ سکتی ہے۔

سیرت طیبہ میں ہی عالم انسانیت کی بقا ہے:

اس سلسلے میں امام ابن القیم رحمہ اللہ کے الفاظ سونے کے پانی سے لکھنے والے ہیں:

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اور آخر میں ختم المرسلین ﷺ کو نبی و رسول بنا کر مبعوث نہ فرماتے تو پورے عالم میں یقینی طور پر علم نافع نہ ہوتا، اور نہ کہیں عمل صالح نظر آتا، اور نہ ہی معاشرے میں کوئی اچھائی نظر آتی اور نہ ہی کسی مملکت میں کوئی استحکام دکھائی دیتا۔ پھر لوگ، جانور، درندے، پھاڑنے والے اور باؤلے کتے کی طرح ہو کر ایک دوسرے پر حملے کر کے جان لینے والے ہوتے۔ پورے عالم میں کہیں بھی کسی صورت میں خیر کی چنگاری نظر آتی ہے تو یہ آپ ﷺ کی نبوت کی تعلیمات کے نتیجے میں سے ہے اور ہر قسم کا شر جو کائنات میں واقع ہوا ہے یا ہوگا دراصل وہ آثار نبوت اور تعلیمات نبوت کے پس پردہ میں چلے جانے کی وجہ سے ہے، اس لیے کہ کائنات کی مثال جسم کی مانند ہے اور اس کی روح نبوت محمدی (ﷺ) ہے اور کوئی بھی جسم بغیر روح کے قائم نہیں ہو سکتا، اس لیے جب نبوت کا سورج دنیا میں گرہن ہوگا اور نبوت کے آثار و تعلیمات دنیا میں باقی نہ رہیں گے تو آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، سورج لپیٹ لیا جائے گا، اس لیے دنیا کا قیام ہی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے آثار و تعلیمات کے بقا میں ہے۔

مفتاح دار السعادة، 2/118

اس حقیقت کی تصدیق و توثیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ [التوبة: 33]

”وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے، خواہ مشرک لوگ برا جانیں۔“

انسانیت اور رہبر کامل

اگر اللہ تعالیٰ رسول رحمت کو آخری نبی و رسول بنا کر نہ بھیجتا اور کتاب ہدایت نہ دیتا تو انسانیت باوجود اپنی عقل و ذہانت کے خیر و شر میں تمیز نہ کر پاتی اور لوگ گمراہی میں بھٹکے رہتے ہیں اور خواہشات نفس کی پیروی کی وجہ سے ہمیشہ اختلاف کرتے رہتے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ رب العزت نے اس کائنات میں اتمام حجت کے لیے بھیجا ہے۔

اگر دنیا کا مقصد صرف اچھی زندگی گزارنے کے لیے زیادہ سے زیادہ سامان اکٹھا کرنا ہی ہوتا تو اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کو نہ بھیجتے اور آسمان سے کتاب نازل نہ فرماتے۔ اس سلسلے میں انبیاء نے اگر انسانوں کو ان کی زندگی کا حقیقی مقصد بتایا، آخرت میں جنت اور اللہ کی رضا مندی کو پانے کا راز بتایا، چنانچہ یہی سب سے بڑی رحمت و مہربانی ہے کہ انسان ابدی عذاب سے بچ کر اللہ کی رحمت کا مستحق بن جائے۔

چنانچہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ کامیابی کا اصول ذکر فرمایا ہے:

﴿فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ [ال عمران: 185]

”پھر جو شخص آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔“

رسول رحمت کی تعلیمات کے بغیر کائنات اندھیرے میں ہے:

انبیاء کی تعلیمات کے بغیر اور بالخصوص آخری نبی و رسول کی تعلیمات اور قرآن مجید کے بغیر کامیاب اور پاکیزہ زندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کو اپنائے بغیر حیات طیبہ اور دونوں جہاں میں رحمت کا حصول ناممکن ہے۔

اس سلسلے میں قرآن مجید کا مطالعہ بتاتا ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ انبیاء میں کئی انبیاء کا تذکرہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ

الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَبِيدِينَ﴾ [الأنبياء: 73]

”اور ہم نے انھیں ایسے پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے ساتھ رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیکیاں

کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی بھیجی اور وہ صرف ہماری عبادت کرنے والے تھے۔“

اسی طرح سورہ ص میں جناب ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ﴾ [ص: 46]

”بے شک ہم نے انھیں ایک خاص صفت کے ساتھ چن لیا، جو اصل گھر کی یاد ہے۔“

اس سے اگلی آیت کریمہ میں یہی بات سیدنا اسماعیل اور سیدنا یسع بن نون کے بارے فرمائی ہے۔

سیدنا ابراہیم کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ [البقرة: 130]

”اور یقیناً ہم نے انھیں دنیا میں چن لیا اور وہ آخرت میں نیک کاروں میں ہوں گے۔“

اسی طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کے بارے فرمایا:

﴿قَالَ يَمُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِكَلامِي﴾ [الأعراف: 144]

”فرمایا اے موسیٰ! بے شک میں نے تجھے اپنے پیغامات اور اپنے کلام کے ساتھ لوگوں پر چن لیا ہے۔“
غور لیجئے! کیا عاد، ثمود اور لوط کی قوم بھی اس سے پہلے دنیاوی کے حساب سے بہت زیادہ ترقی یافتہ اور پڑھے لکھے نہ تھے، لیکن دیکھئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کا نقشہ کھینچا ہے:

﴿فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّنْ بَاقِيَةٍ﴾ [الحاقة: 8]

”کیا تو ان کا کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتا ہے؟“

ان دلائل و براہین کی روشنی میں یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ انسانیت کی رہنمائی، خیر و خواہی، نجات، دونوں جہاں کی رحمت اور منشاء الہی کو پانے کا راستہ صرف جناب محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ، سیرت طیبہ، سنتوں اور فرامین میں مضمر ہے۔
لہذا ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے ہمیں چاہیے کہ سیرت رحمة اللعالمین کا بغور مطالعہ کریں اور اسے اپنا کر فلاح دارین سے بہرور ہوں۔ آمین



خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے (واٹس ایپ)	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ تنویر الاسلام	03034125519	حافظ شفیق الرحمن زاہد (مدیر)
03424449009	03014843312	03015989211

